سید عطاء المحسن بخاری

امیر المؤمنین، امام المتقین، قاتل المشرکین، خلیفہ راشد و عادل سیدنا علیؓ

شجرہ نسب:

آپ کا شجرہ نسب والد کی طرف سے یوں ہے۔

علی بن عبد مناف (ابو طالب) بن عبد المطلب بن عبد ہاشم بن عبد مناف، ماں کی طرف سے علی بن فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف آپ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی ہیں۔ عبد مناف کی اولاد بہت تھی۔ اسبابِ معاش بہت کم۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علی کو چچا سے مانگ لیا کہ اسکی ترتیب و تعلیم اور پرورش کا میں کفیل ہوں۔ ابو طالب نے بخوشی بیٹا دیدیا۔ جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پروان چڑھایا۔ کنیت: آپ کو ابوالحسن اور ابو تراب کی کنیت سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور ایک غیر مشہور کنیت آپکی ابو القاسم الہاشمی بھی ہے۔

قبول اسلام:

حضور پر نور ﷺ کو جب حکم ہوا کہ

وانذر عشیر تک الاقربین

کہ اپنے قریبوں کو آخرت کے عذاب سے ڈراؤ۔ کہ شرک چھوڑ کر توحیدِ ربانی کی طرف آجائیں۔ تو آپ ﷺ نے مجلس "عشیرہ" برپا کی۔ تمام اعزہ و اقرباء کی دعوت کی اور انہیں اسلام کی طرف بلایا۔ اپنی نبوت کی خبرِ صادق سنائی۔ تمام اعزہ خاموش رہے۔ ابولہب ہنستا اٹھا اور ابو طالب بھی خاموش رہا۔ مگر سیدنا علیؓ جن کی عمر اسوقت ۷-۸-۱۰-۱۵- اور ۱۶ برس بتائی جاتی ہے۔ کھڑے ہوئے اور قبولِ حق کا اعلان فرمایا۔ توحید و نبوت کی شہادت پڑھی۔ اور حلقہ بگوش محمد ﷺ ہو گئے۔

آپ کی عمر کے بارہ میں اہل سنت والجماعت کے محققین کا قول یہ ہے کہ آپ ۷ برس کے تھے۔ اسی لئے اہلِ سنت نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ بچوں میں سب سے پہلے مسلمان علی بن عبد مناف (ابوطالب) ہیں۔ آپ کے اسلام کا سببِ قوی نبی کریم ﷺ کی کفالت تھی۔ اور سیدہ خدیجہؓ کا قرب تھا۔ بعض لوگوں نے فضائل و مناقب کے باب میں بڑے ردو کد کا اظہار کیا ہے۔ ان میں زیادہ روایات ابنِ عساکر نے جمع کی ہیں۔ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ لایصح شی منہا واللہ اعلم (۱)

محمد ابن کعب قرظی فرماتے ہیں۔ عورتوں میں خدیجہ الکبریٰ اسلام لائیں۔ اور مردوں میں ابوبکر و علی۔
ولکن کان ابوبکر یظھر ایمانہ و علی یکتم ایمانہ قلت خوفاً من ابیہ ثم امرہ ابوہ بمتابعہ ابن عمہ و نصرتہ (۲)

ہجرت:

مواخات: سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی ہجرت کے بعد آپ نے ہجرت کی۔

حضور ﷺ نے سیدنا علی کو سہل بن حنیف انصاری کا بھائی بنایا۔

و ذکر ابن اسحاق وغیرہ من اھل السیروالمغازی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخی بینہ و بین نفسہ وقدوردفی ذلک احادیث کثیرۃ لا یصح شی منھا لضعف اسانیدہ ورکہ بعض متونھا (۳)

ترجمہ! ابن اسحاق اور ان کے علاوہ علماء سیرت و مغازی نے ذکر کیا ہے حضور ﷺ نے سیدنا علی کو اپنا بھائی بنایا۔ اور اس سلسلہ میں بہت سی احادیث لائے ہیں۔ لیکن ان میں سے کچھ بھی درست نہیں۔ بعض کی سند کمزور ہے۔ اور بعض کے متن ہی رکیک ہیں۔

غزوات میں شرکت:

آپ نے غزوۂ بدر میں دادِ شجاعت دی اور بہر نوع غالب رہے نبی کریم ﷺ کی توجہ سے آپ کا ہاتھ اس دن "ید بیضاء" تھا۔ اور یہ سب نبی کریم کی توجہات کا اثر تھا۔ حضرت علی، حمزہ اور عبید ابنِ حارث کے مقابلہ میں عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ بھی سامنے تھے۔ تو اللہ نے ان کے باطنی و ظاہری بغض و عداوت کے بارہ میں آیت نازل فرمائی

ھذا ان خصمان اختصموافی ربھم

بعض روایات ایسی مشہور کر دی گئی ہیں کہ ان کے رد کرنے پر جاہل حتّٰی کہ مولوی بھی جز بز ہوتے ہیں کہ بدر کے دن آسمان سے آواز آئی

"لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی"

ابن عساکر کہتے ہیں یہ روایت مرسل ہے۔ (۴) ہاں ایک روایت اس وجہ سے درست مانی جا سکتی ہے کہ اس پر قرآن گواہ ہے کہ غزوہ بدر میں اللہ نے ۸ ہزار فرشتے محمد واصحاب محمد ﷺ کی مدد کے لئے قطار اندر قطار نازل فرمائے اور وہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔ سیدنا علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ بدر کے دن ابوبکر کو اور مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل اور

فرمایا اسرافیل وہ عظیم فرشتہ ہے جو قتال و جہاد میں حاضر تو ہے لیکن قتل نہیں کرتا۔ (۵)

سیدنا علیؓ غزوۂ احد میں بھی شریک تھے۔ اور دادِ شجاعت دیتے رہے۔ آپ افواجِ اسلامیہ کے میمنہ پر مقرر تھے۔ اور سیدنا مصعب بن عمیرؓ کی شہادت کے بعد جھنڈا آپ نے تھاما۔ آپ نے احد کی جنگ میں شدید ترین حملے کئے اور مشرکین کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ اور جب نبی کریم ﷺ کا چہرہ انور زخمی ہو گیا تھا تو سیدنا علی نے بھی بڑھ کر آپ کا چہرہ انور صاف کیا تھا۔ آپ غزوۂ خندق، حدیبیہ، خیبر میں برابر شریک اصحاب رسول رہے اسی طرح فتح حنین اور طائف میں بھی آپ بقیہ اصحاب رسول کی صف میں شامل اور معیتِ رسول کے حامل تھے۔

"امامت و نیابت"

سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک کے لئے مدینہ سے نکلنے لگے تو سیدنا علیؓ کو ساکنانِ مدینہ پاک پر اپنا نائب مقرر کیا۔ تو سیدنا علی نے شکوا کے لہجہ میں فرمایا

"یارسول اللہ اتخلفنی مع النساءِ والصبیان"؟

اے اللہ کے رسول آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ تو اس کے جواب میں اعلم الناس ﷺ نے فرمایا

"الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی علی!"

تو اس بات پر راضی نہیں کہ جس طرح موسیٰ کے لئے ھارون تھے تم میرے لئے اسی طرح ہو بجز اس کے کہ میرے بعد نبوت نہیں چلے گی! یہی ایک پیریڈ ہے۔ اسی پر قناعت کرو۔ اور بس۔ اس نصیحت کا واضح تعلق اس بات سے ہے کہ یہ نبی کریم کی زندگی تک محدود حکم تھا اور وفات رسول اللہ ﷺ کے بعد اس حکم کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ سیدنا ھارون علیہ السلام کو جو نیابت ملی تھی۔ وہ محدود تھی۔ مطلق نہ تھی۔ اور اگر اس واقعہ کو خلافت مطلقہ مان لیا جائے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز کے لئے سیدنا علی کو نہیں فرمایا۔ بلکہ سیدنا عبداللہ ابنِ ام مکتوم کو مسجد نبوی کی امامت پر مامور فرمایا۔ دوسرے یہ کہ سیدنا ھارون علیہ السلام صرف چالیس دن کے لئے نائب مقرر کئے گئے تھے اس کے بعد آپ کی ڈیوٹی ختم ہو گئی تھی اور آپ موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے چالیس برس قبل انتقال فرما گئے۔ (بحوالہ مشکوٰۃ)

نبی کریم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں آپ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا مگر تنہا نہیں بھیجا۔ سیدنا خالد بن ولیدؓ کو بھی آپ کے ہمراہ بھیجا تاکہ حالات مکمل طور پر آپ کے قبضہ میں رہیں۔ لیکن اپنی وفات کے بعد کوئی مخفی یا ظاہری حکم نہیں دیا۔ ایسی تمام روایات جھوٹ کا پلندہ ہیں اور بکواسیات کا طومار جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جب سید کائنات محمد رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور حیاتیاتی عناصر ساتھ چھوڑتے ہوئے دکھائی دیئے تو سب

عباس بن عبدالمطلب نے سیدنا علیؓ سے کہا کہ تم حضور ﷺ سے پوچھو کہ آپ کے بعد کار نبوت اور امر امت کس کے سپرد ہو گا۔

سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم فيمن الا مربعده؟ فقال والله لا اسئله فانه منعنا هالا يعطينا هالناس بعده ابداً"

فرمایا اللہ کی قسم میں نہیں پوچھتا کہ اگر آپ نے انکار فرما دیا تو لوگ قیامت تک مجھے یہ عہدہ و نیابت نہیں دینگے! تمام احادیث کی تفصیلات سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے خاندان کے بارے میں کوئی وصیتِ نیابت و امامت نہیں فرمائی۔ (۶)

رافضی اور وعظ فروش مولوی جس وصیت و امامت کی دہائی دیتے ہیں وہ سراسر جھوٹ، بہتان اور افتراء ہے اگر اس وصیتِ خبیثہ کو ہم مومنین اہل سنت مان لیں تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ صحابہ (معاذاللہ) خائن تھے۔ جو وصیتِ رسول کے نفاذ میں بد دیانتی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ حالانکہ قرآن و حدیث میں صحابہ کی اجماعی حیثیت کو یوں واضح فرمایا گیا ہے کہ

(۱) صحابہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے بہتر ہیں

(۲) اصحابؓ محمد ﷺ آپ کے عہد اور بعد کے زمانہ میں بہترین زمانہ کے لوگ تھے۔

(۳) اصحابؓ محمد ﷺ تمام امتوں کے اشرف لوگ ہیں۔ (بنص قرآن)

(۴) اصحابِؓ محمد ﷺ پر سلف و خلف کا اجماع ہے کہ وہ دنیا و آخرت میں غیر مسئول ہیں۔ اور حسنِ عاقبت، نجات و مغفرت اور معیت رسول کے خطاب یافتہ ہیں۔

لفظ اصحاب رسول ﷺ ایسا جامع لفظ ہے۔ جس میں اعزہ اقربا اور دیگر اہل ایمان برابر کے حصہ دار ہیں بخلاف دوسری نسبتوں کے کہ وہ تفریق کا موجب بنتی ہیں۔
ان سے گریز اولیٰ ہے۔ (فافھم) (۷)

"بیعت و خلافت"

سیدنا عثمان غنی ذوالنورینؓ کی شہادت کے بعد ہفتہ کے دن ۱۹ ذی الحجہ ۳۵ھ کو آپ کی بیعت عام ہوئی کہتے ہیں کہ صحابہ میں سب سے پہلے آپ کی بیعت سیدنا طلحہ نے کی۔ اور فرمایا یہ کام یوں پایہ تکمیل تک نہ پہنچے گا چنانچہ آپ مسجد میں آئے اور بیعتِ عام ہوئی۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ انصار کی ایک جماعت نے ان کی بیعت نہ کی ان کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) حسان بن ثابت (۲) کعب بن مالک (۳) مسلم بن مخلا (۴) ابوسعید (۵) محمد بن مسلم (۶) کعب بن عجرہ (۷) اور مدینہ کے کچھ لوگ شام کو چلے گئے۔ اور انھوں نے سیدنا علی کی بیعت نہیں کی۔ ان کے اسماء یہ ہیں۔

(۱۱) قدامہ بن مظعون (۱۲) عبداللہ بن سلام (۱۳) مغیرہ بن شعبہ (۱۴) مروان بن حکم (۱۵) ولید بن عقبہ (۱۶) ابن عمر (۱۷) سعد بن ابی وقاص (۱۸) صہیب (۱۹) زید بن ثابت محمد بن ابی مسلمہ (۲۰) سلمہ بن سلامہ بن ارقش (۲۱) اسامہ بن زید، رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ایک اور روایت کے مطابق باغیانِ کوفہ و مصر اور بصرہ، حضرت زبیر حضرت طلحہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس باری باری گئے مگر انہوں نے ان کو کھلے لفظوں میں مردود قرار دیا۔ پھر سیدنا علی کی خدمت میں آئے تو مالک الاشتر نے سب سے پہلے سیدنا علی کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی کہ جب کہ یہ شخص قتلِ عثمان میں بڑے مکروہ کردار کا حامل تھا۔ اس کے بعد تمام باغیوں نے بیعت کی!

سیدنا زبیرؓ نے فرمایا

انما بايعت علياً واللج على عنقي والسلام۔ (۸)

پھر وہ مکہ میں چلے گئے اور وہاں چار ماہ قیام کیا اس روایت کے مطابق ان کے بعد سیدنا طلحہ نے بھی بیعت کی تو لوگوں نے

انا لله و انا اليه راجعون

پڑھا اور دکھ کا اظہار کیا۔ اس روایت کے مطابق ۲۴ ذی الحجہ کو سلسلہ قائم ہوا۔ پہلی روایت میں ۱۹ ذی الحجہ ہفتہ کا دن دوسری میں ۲۴ ذی الحجہ جمعرات کا دن اور تیسری میں ۲۵ ذی الحجہ جمعہ کا دن ۳۵ھ

سیدنا زبیر اور سیدنا طلحہؓ دونوں نے اپنی بیعت کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے مجبوراً بیعت کی خوشی سے نہیں۔ حضرت زبیر فرماتے ہیں رسی گردن میں تھی۔ حضرت طلحہ فرماتے ہیں تلوار میری گردن پر تھی۔

بہر حال ان مذکورہ بزرگ صحابہؓ کے علاوہ تمام مسلمانوں نے بیعت کی اور اہلِ سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ سیدنا علیؓ کی خلافت، خلافتِ حقہ تھی۔ مگر خلافت علی منہاج النبوۃ صرف ابوبکر و عمر کی خلافت تھی (رضی اللہ عنہم) اور ایک خواب کے مطابق سیدنا علی کے دور خلافت کے بارے میں

ثم يوتي اليه الملك من يشاء

سے عہد علی کو بھی لفظِ ملوکیت سے سرفراز کیا گیا ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ لفظِ ملوکیت اسلامی اصطلاحات میں پسندیدہ اور مبارک اصطلاح ہے۔ منفی اور ناپسندیدہ ہرگز نہیں۔ جیسا کہ سید مودودی اور قاضی مظہر وغیرہ نے اس کو عجمی رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔

اس قماش کے تمام لوگوں کا رویہ بہر نوع قابلِ نفرت ہے۔

سیدنا زبیر سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہم کی بیعت کے بارہ میں سیدنا اسامہ بن زیدؓ نے ایک مجمع میں پوری جرات کے ساتھ فرمایا

بل كانا مكر هين (۹)

بلکہ وہ دونوں بیعت کے لئے مجبور کئے گئے تھے۔

"امیر المؤمنین سیدنا علیؓ کا پہلا خطبہ خلافت"

حمد الله واثنی علیہ ثم قال ان الله تعالیٰ انزل کتاباً هادیاً بین فیہ الخیر والشر فخذ وابا لخیر ودعوالشر- ان الله حرم حراماً مجهولہ، وفضل حرمة المسلم علی الحرم کلها و شد بالاخلاص والتوحید حقوق المسلمین، والمسلم من مسلم المسلمون من لسانہ ویده الا بالحق لا یحل لمسلم اذن مسلم الا بما یجب- بادروا امرالعامةِ وخاصةً احد کم الموتِ فانّ الناس اْمامکم وانما خلفکم الساعتہ تحدوبکم فتخففو تلحقوا- فانما ینتظر الناس اخراهم، اتقوالله عباده فی عباده وجلاده فانکم مسئولون حتی عنِ البقاع والبهائم ثم اطیعو الله ولا لعصوه، واذارائیتم الخیر فخدود، واذارائیتم النشر خدعوه (واذ کرزوا اذانتم قلیل مستضعفون فی الارض) القرآن (۱۰)

اللہ کی حمد ثنا کے بعد آپ نے فرمایا بے شک اللہ نے ہدایت دینے والی کتاب نازل کی ہے- جس میں خیر و شر کو واضح کیا ہے پس تم خیر کو تھام لو اور شر کو چھوڑ دو- اللہ تعالیٰ نے مجہول حرم کو حرام کیا ہے- اور مسلمانوں کی حرمت کو تمام مقدسات پر ترجیح دی ہے- اور مسلمانوں کے حقوق کو اخلاص اور توحید سے پابند کیا ہے- اور مسلمان وہ ہے کہ حق کے سوا مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں- کوئی مسلمان کسی مسلمان کو واجب اذیت کے بغیر ایذاء نہیں پہنچا سکتا- لوگوں کے کاموں کی طرف سبقت کرو- تم میں سے کسی کو بھی موت آئے تو یہ خاص بات ہے- بلا شبہ لوگ تمہارے سامنے ہیں- اور قیامت تمہارے پیچھے ہے جو تمہیں ہانک رہی ہے- پس تم ہلکے پھلکے ہو جاؤ- اور باہم مل جاؤ- لوگوں کی آخری گھڑی منتظر ہے- اللہ کے بندوں اور ان کے شہروں کے بارہ میں ڈرتے رہو- تم سے اراضی اور جانوروں کے متعلق پوچھا جائیگا- اللہ کی اطاعت کرو نافرمانی نہ کرو- جب تم خیر دیکھو تو فوراً اپنا لو- اور جب شر دیکھو تو فوراً چھوڑ دو- اور اس وقت کو یاد کرو جب تم ضعیف و ناتواں تھے زمین میں اور بہت تھوڑے تھے- (القرآن)

چونکہ سیدنا علیؓ کی بیعت کی ابتداء کرنے والے مصری، کوفی اور بصری باغی ہی تھے جنھیں سیدنا علیؓ خوب پہچانتے تھے- مگر حالات کی سنگینی اور تقاضے کچھ مختلف تھے- اس لئے سیدنا علیؓ نے (۱) مسلمانوں کی عام حرمت (۲) ان کی املاک کی حرمت (۳) ان کے خون کی حرمت (۴) اختلافات کے باوجود نفسی، شخصی اور منصبی حرمت کی بھی نصیحت فرمائی- (۵) انھیں سمجھایا اور قائل کرنے کی کوشش کی کہ اب باہمی آویزش کی بجائے مل جل کر رہو- (۶) لوگوں کے کام کرو- ان کی ضروریات کی کفالت کرو- کہ اسی میں اجر ہے- اور یہی فخر بھی- (۷) موت تم پر منڈلا رہی ہے قیامت تمھیں ہانک رہی ہے- (۸) انسانوں، زمینوں، جانوروں اور تمام حرمتوں کے بارے میں تم سے پوچھ گچھ ہوگی- (۹) سنبھلو اور اپنی ذمہ داریاں پوری کرو- (۱۰) دیکھو اللہ

سے ڈرتے رہو۔ نفس کے "احکام" مت ماننا اللہ کا حکم مانو اسکی نافرمانی نہ کرو۔ (۱۱) خیر اپناؤ اور شر چھوڑ دو۔
قرابت رسول ﷺ اور تربیت رسول ﷺ کی برکات سیدنا علیؓ کے اس خطبہ سے جھلک رہی ہیں اور واضح طور پر دل و نگاہ کو آگہی، شعور اور نور بصیرت مل رہے ہیں۔ آج چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ایک حاکم اور قوم کے لئے یکساں نفع اس سے ملتا ہے۔ مگر برا ہو اشتری گروہ کا کہ انھوں نے ان میں سے کسی ایک بات پر بھی عمل نہ کیا۔ بلکہ اس کے برعکس امت میں فتنہ برپا کیا۔ صحابہ کو قتل کیا۔ ان کا مال لوٹا۔

(۱) سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے مقدس مشن قصاصِ عثمان کو سبوتاژ کیا۔ ان پر شبخون مارا اور سیدنا علیؓ کی مصالحت کی تمام تدابیر فتنہ و فساد اور خوں ریزی کے سپرد کر دیں۔ (۱۱)

(۲) سیدنا طلحہ کو شہید کیا (۱۲)

(۳) سیدنا زبیر کو شہید کیا (۱۳)

(۴) سیدنا عمار بن یاسر کو شہید کیا (۱۴)

(۵) سیدنا علی کے خطبہ جنگ جمل کے بعد مالک الاشتر نے کہا کہ اگر علی ہمارے ساتھ راست نہ رہے تو

الحقنا علیاً بعثمان

کہ علی کو بھی عثمان سے ملادیں گے۔ (۱۵)

(۶) وہ سیدہ عائشہؓ اور ان کے گروہ کو باطل اور باغی تصور کرتے تھے اور ان کے ساتھ باغیوں جیسا سلوک کرنا چاہتے تھے۔ مگر سیدنا علیؓ نے فرمایا۔

ایھاالناس امسکوعن ھولاء القوم ایدیکم والسنتکم

لوگو اپنے ہاتھ اور زبانیں روکو اور عائشہ کے گروہ کو کچھ مت کہو۔ (۱۶)

(۷) اور یہ کہ جب سیدنا علی نے جمل و صفین کے مقتولین کا جنازہ پڑھایا اور حضرت معاویہ سے صلح کی اور ثالثی قبول کی تو انہی قاتلینِ عثمان نے سیدنا علیؓ کے خلاف بغاوت بھی کر دی۔ (۱۷) اور اتہام و دشنام کی انتہا کر دی۔

(۸) پھر جب سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ نے سیدنا معاویہؓ کی بیعت کی تو انہی قاتلین عثمان نے سیدنا حسنؓ کو زخمی کیا۔ انہیں سخت سست کہا۔ اور ان کی بہت بے عزتی کی (۱۸)

(۹) مالک الاشتر، حکیم بن جبلہ، شریح ابن اوفی، عبداللہ ابن سبا، سالم بن ثعلبہ، غلاب ابن الھیثم باغیوں کے روسا نے جب نافرمانیوں کی حد کر دی تو سیدنا علیؓ نے با آواز بلند فرمایا

لعن اللہ قتلۃ عثمان

قاتلینِ عثمان پر اللہ کی لعنت ہو۔ (۱۹) دوسری جگہ فرمایا

اللھم العن قتلہ عثمان (۲۰)

(۱۰) اسی مالک الاشتر نے عبداللہ بن زبیرؓ کو جنگ جمل میں شدید زخمی کیا- آپ کے جسم پر ۲۷ زخم تھے- آپ نے بڑی پا مرادی- استقامت، بسالت اور شجاعت کے ساتھ ان موذیوں کا مقابلہ کیا- اور سیدہ کائنات ام المؤمنین عائشہ الصدیقۃ الحمیر اسلام اللہ علیہم کے دفاع کا حق ادا کر دیا-

(۱۱) سیدنا علیؓ نے اصحاب عائشہ صدیقہؓ کا مال اسباب انہیں واپس کیا تو یہ اشتری سبائی سیدنا علی پر طعنہ زنی کرنے لگے

"کیف یحل" لنا دما ئھم و لاتحل لنا اموا لھم" (۲۱)

ان کا مال ھمارے لئے حلال نہیں تو ان کا خون بہانا ہمارے لئے کیسے حلال ہے؟ جب یہ بات سیدنا علیؓ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا "تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ عائشہ اس کو حصہ میں ملے؟ نہ ان کے ہاتھ سے سلامتی پھیلی نہ ان کی زبان سے" میں نے نمونہ کے طور پر سبائیوں اور اشتریوں کی بدکاریاں گنوائی ہیں سیدنا علیؓ کی گیارا نصیحتیں تھیں، انہیں کے مقابلہ میں ان کی گیارا بدعہدیاں، نافرمانیاں، اور خباثتیں ذکر کی ہیں اگر ان کی دنائتوں اور شرارتوں کا ذکر مقصود ہوتا تو اس کے لئے کئی صفحات درکار ہیں! میری حیرانی اس وقت اور بھی بڑھ گئی جب میں نے سید مودودی اور قاضی مظہر حسین کو ان کی بدکاریوں سے چشم پوشی کرتے دیکھا میں نہیں سمجھ سکا ان دونوں "محققوں" کو ان سبائی اور استری بدکاروں سے کیوں محبت ہے!

سیدنا علی مرتضیٰؓ کا پورا دور حکومت ان ریشہ دوانیوں کی بھینٹ چڑھ گیا اگر یہ لوگ سیدنا علیؓ کے اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہوتے تو آپ کی ہدایات پر عمل کرتے عوام اور خواص کے ساتھ وہی رویہ اختیار کرتے جو پہلے ہی دن خطبہ میں فرمایا آپ نے تو عام انسانی حقوق کے بارے میں وہ بات فرمائی ہے جو آج اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر میں بھی نہیں مگر انھوں نے اکابر صحابہؓ کے منصب و حقوق کی بھی پرواہ نہیں کی، اے کاش وہ ظالم ایسا نہ کرتے--

حوالہ جات:

۱-البدایہ ص ۲۲۴،ج ۷ --۲-البدایہ ص ۲۲۴،ج ۷- ۳-البدایہ ص ۲۲۴-- ۴-ایضاً ۵-ایضاً- ۶-ص ۲۲۵ -۷-ص ۲۲۶- ۸-سیدنا طلحہ نے بھی فرمایا! بایعت علیاً والسیف علیٰ عنقی- البدایہ ص ۲۳۲ ج ۷-(۹) البدایہ ص ۲۳۳ ج ۷-(۱۰) البدایہ ص ۲۲۷ -۲۲۸ ج ۷-(۱۱) البدایہ ص ۲۴۰ ج ۷- (۱۲) البدایہ ص ۲۳۹-۲۴۰ ج ۷-(۱۳) ص ۲۴۲- (۱۴) ص ۲۴۲-(۱۵) ج ۷ ص ۲۳۹ (۱۶) ج ۷ ص ۲۳۹ (۱۷) ص ۲۷۳-۲۷۴-۲۷۵-۲۸۵ (۱۸) ایضاً (۱۹) ج ۷ ص ۲۴۱ (۲۰) ص ۲۴۳ (۲۱) ص ۲۴۴-۲۴۵-